کی ٹٹی بنالیا، اب وہ بھی بکتے ڈکتے کی خیر مناتا اور بھولی بھیڑوں کو لنگاکرے جاتا ہے۔ اللہ اپنی
حالت پر رحم کرو، اور جہاں تک دم رکھتے ہو، اُن گرگ ونائب گرگ سے بھاگو جیسے بنے اس
مبارک گلّے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علے الجماعۃ اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ
صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہیں آکر ملو کہ امن چین کا رستہ چلو، اور مرغ زار جنت میں بے خوف
چرو، اے رب میرے ہدایت فرما آمین **تفصیل** اس اجمال کی یہ ہے کہ سید العٰلمین محمد
رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے، اور ان سب میں اُن کی
تصدیق کرنا اور سچے دل سے اُن کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے اعاذنا اللہ لنا حتّٰی
نلقاہ بہ یوم القیام وندخل بہ بفضل رحمتہ دار السلام اٰمین اور معاذ اللہ اُن
میں کسی بات کا جھٹلانا اور اُس میں ادنٰی شک لانا کفر اعاذنا اللہ منہ بحفظہ العظیم و
رحم عجزنا وضعفنا بلطفہ الفخیم انہ ھو الغفور الرحیم اٰمین اٰمین الٰہ الحق
اٰمین پھر یہ انکار جس سے خدا بچائے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے، دو طرح ہوتا ہے، لزومی و
التزامی! التزامی یہ کہ ضروریات دین سے کسی شے کا تصریحاً خلاف کرے، یہ قطعاً اجماعاً
کفر ہے اگرچہ نام کفر سے چڑے اور کمال اسلام کا دعوٰے کرے کفر التزامی کے یہی معنے نہیں
کہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو، جیسا کہ بعض جہال سمجھتے ہیں، یہ اقرار تو بہت
طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائے گا ہم نے دیکھا ہے بہیترے ہندو کافر کہنے سے چڑتے ہیں بلکہ
اُس کے یہ معنے کہ جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اُس نے دعوٰے کیا، وہ بعینہٖ کفر و مخالف
ضروریات دین ہو، جیسے طائفۂ تالفۂ نیاچرہ کا وجود ملک وجن وشیطان و آسمان ونار و جنان
و معجزات انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والسلام سے اُن معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور
ہادی برحق صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے متواتر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ و توہمات
عاطلہ کو نے مرنا نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انہیں کفر سے بچائیں گے، نہ محبت اسلام
وہمدردی قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے قاتلہم اللہ انی یوفکون ۔ اور لزومی یہ کہ جو بات
اُس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مآل سخن ولازم حکم کو ترتیب مقدمات وتتمیم
تقریبات کرتے لے چلیئے، تو انجام کار اُس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض

بعد ایمانکم ۔ بہانے نہ بناؤ ، ایمان کے بعد تم نے کفر کیا ۔

۲ ۔ صریح توہین میں نیت کا اعتبار نہیں ۔ "رَاعِنَا" کہنے کی ممانعت کے بعد اگر کوئی صحابی نیتِ توہین کے بغیر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو "رَاعِنَا" کہتا تو وہ وَاسْمَعُوا وَلِلْکَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ کی قرآنی وعید کا مستحق قرار پاتا ، جو اس بات کی دلیل ہے کہ نیتِ توہین کے بغیر بھی حضور کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے ۔

امام شہاب الدین خفاجی حنفی ارقام فرماتے ہیں :

المدار في الحکم بالکفر علی الظواهر ولا نظر للمقصود والنیّات ولا نظر لقرائن حاله [1]

توہینِ رسالت پر حکمِ کفر کا مدار ظاہر الفاظ پر ہے ۔ توہین کرنے والے کے قصد و نیت اور اس کے قرائنِ حال کو نہیں دیکھا جائے گا ۔۔۔ ورنہ توہینِ رسالت کا دروازہ کبھی بند نہ ہو سکے گا ۔ کیونکہ ہر گستاخ یہ کہہ کر بری ہو جائے گا کہ میری نیت اور ارادہ توہین کا نہ تھا ۔۔۔ لہٰذا ضروری ہے کہ توہینِ صریح میں کسی گستاخِ نبوت کی نیت اور قصد کا اعتبار نہ کیا جائے ۔

[1] نسیم الریاض شرح الشفاء صـ ۴۲۶ ج ۴ ۔
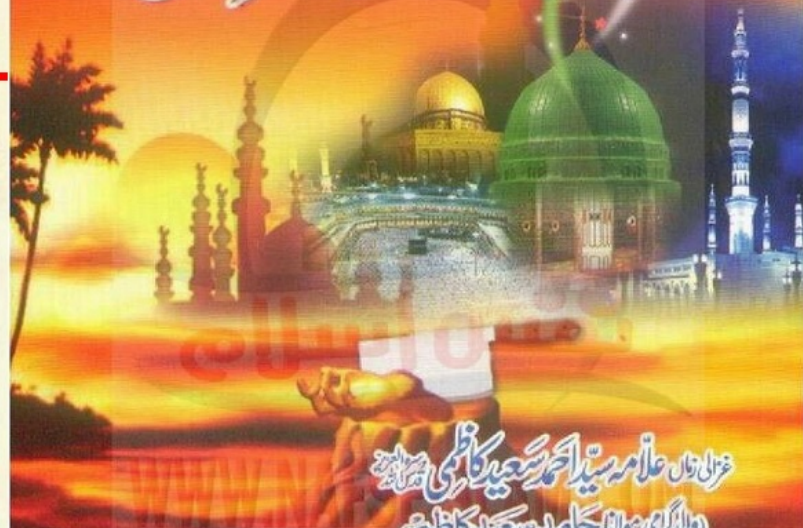
مسئلہ ۶۲: حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور میرے نور سے سارے جہان کو۔ زید نے سوال کیا وہ نور محمدی ﷺ کتنا بڑا ہوگا فقیر نے جواب دیا اس میں کونسا شک ہے ایک شمع روشن کرو اور پھر لاکھوں کروڑوں شمعیں اس سے روشن کرلو اس کا نور کم نہیں ہوتا ایسا ہی نور محمد ﷺ کا نور پاک کم نہیں ہوتا۔

الجواب: زید کا اعتراض جاہلانہ اور سائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا جواب صحیح و عالمانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳: حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کی پیدائش جس زمین کی مٹی سے ہوتی ہے وہاں آدمی دفن ہوتا ہے زید سوال کرتا ہے یہ کیسے بن سکتا ہے کہ آدمی صحبت اندھیری رات میں کرتا ہے اور حمل قرار پانے کا کچھ وقت معلوم نہیں تو اس وقت کیسے مٹی ماں کے شکم میں بچہ دان میں پہنچ سکتی ہے فقیر نے کہا میاں کیا اللہ عزوجل کو اتنی قدرت نہیں کہ زمین سے مٹی اٹھالیوے یا بذریعہ ملک اس ساعت میں بچہ دان میں پہنچادے۔

آدم سرد تن ز آب و گل داشت کو حکم بملک جاں و دل داشت

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے منها خلقنكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى O زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لیجائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔ ابونعیم نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مامن مولود الاوقدذر عليه من تراب حفرته کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑکی ہو۔ کتاب المتفق والمفترق میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مامن مولود الا وفی سرته من تربته التي خلق منها حتى يدفن فيها وانا و ابوبكر و عمر و خلقنا من تربة واحدة فيها ندفن ہر مولود کی ناف میں اس کی قبر کی مٹی ہوتی ہے جس سے اسے پیدا کیا اور اسی میں وہ دفن ہوتا ہے اور میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے۔ امام ترمذی حکیم عارف نو اور میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے راوی کہ فرشتہ جو رحم زن پر مؤکل ہے جب نطفہ رحم میں قرار پاتا ہے اسے رحم سے لے کر

علیہ وسلم کا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنا یا هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا کہنا اور انبیاء کا اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنا اپنی ذات کے واسطے تواضعاً جائز ہے۔ لیکن ہم اُمتیوں کو انبیاء علیہم السلام کی شان میں خصوصاً نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنی مثل بشر کہنا توہینِ انبیاء میں گرفتار ہونا ہے۔ اور سنتِ ابلیسی کے پیرو ہونا ہے۔ کیونکہ سب مخلوق سے پہلے شیطان نے آدم علیہ السلام کو لفظ بشر استعمال کیا۔ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ اے ابلیس تجھے کیا ہوا۔ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا یعنی سجدہ نہ کیا۔ تو اُس نے جواب دیا (ا) لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔ تو یہ میرے لئے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے کیچڑ بجنے ہوئے سے پیدا کیا۔ ان کلمات سے ابلیس نے آدم علیہ السلام کی توہین کی۔ آپ کو بشر کہا پھر خاکی کہا۔ جب اُس نے یہ الفاظ آدم علیہ السلام کی نسبت استعمال کئے۔ حالانکہ نقل الفاظ خداوندی تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے فرمایا فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ وَّ اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔ تو نکل جا اُس (جنت) سے تو مردود ہے اور بلاشک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

شیطان نے جب اس حکم خداوندی کو سنا تو عذر نہ کر سکا کہ میں نے تیری بیان کردہ حقیقت کو دہرایا ہے۔ تو نے بھی تو اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا کہا تھا۔ میں نے کہدیا تو کیا ہوا وہ سمجھ چکا تھا۔ کہ یہ الفاظ شانِ خداوندی کے لائق تھے۔ میرا کہنا گستاخی ہے۔ اور اسی گستاخی پر اڑا رہا۔ ایسے ہی تم بھی یہی الفاظ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گستاخی میں استعمال کر کے لعنت کا طوق پہن کر اُلٹے دلائل پیش کرتے ہو۔

(۴) قرآن کریم میں کئی مقام پر اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا۔ کہ کفار اپنے زمانہ کے انبیاء کو اپنے مثل بشر کہتے آئے۔ تمام قرآن کریم میں یہ ثابت نہیں کہ کسی اُمتی نے بھی اپنے نبی علیہ السلام کو بشر کا خطاب کیا ہو۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا۔

عکسی

القرآن الحکیم

ترجمہ

از مولٰنا مولوی مفتی شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب

مع تفسیر

از مولٰنا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب

تاج کمپنی لمیٹڈ

ناشرانِ قرآن مجید

لاہور — کراچی

إِنَّا كُلٌّ فِيهَآ إِنَّ ٱللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ ٱلْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ ٱلَّذِينَ

ہم سب آگ میں ہیں ف۱۰۲ بیشک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا ف۱۰۳ اور جو آگ میں ہیں

فِى ٱلنَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ٱدْعُوا۟ رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ

اس کے داروغوں سے بولے اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کردے

ٱلْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوٓا۟ أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ ۖ قَالُوا۟

ف۱۰۴ انھوں نے کہا کیا تمھارے پاس تمھارے رسول روشن نشانیاں نہ لاتے تھے ف۱۰۵ بولے

بَلَىٰ ۚ قَالُوا۟ فَٱدْعُوا۟ ۗ وَمَا دُعَٰٓؤُا۟ ٱلْكَٰفِرِينَ إِلَّا فِى ضَلَٰلٍ ﴿٥٠﴾ إِنَّا

کیوں نہیں ف۱۰۶ بولے تو تمہیں دعا کرو ف۱۰۷ اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو بیشک ضرور

لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ

ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی ف۱۰۸ دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے

ٱلْأَشْهَٰدُ ﴿٥١﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ ٱلظَّٰلِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ ۖ وَلَهُمُ ٱللَّعْنَةُ

ہوں گے ف۱۰۹ جس دن ظالموں کو ان کے بہانے کچھ کام نہ دیں گے ف۱۱۰ اور اُن کے لئے لعنت ہے

وَلَهُمْ سُوٓءُ ٱلدَّارِ ﴿٥٢﴾ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا

اور اُن کے لئے بُرا گھر ف۱۱۱ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو رہنمائی عطا فرمائی ف۱۱۲ اور

بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ٱلْكِتَٰبَ ﴿٥٣﴾ هُدًى وَذِكْرَىٰ لِأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿٥٤﴾

بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا ف۱۱۳ عقلمندوں کی ہدایت اور نصیحت کو تو اے محبوب

فَٱصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ ٱللَّهِ حَقٌّ وَٱسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

تم صبر کرو ف۱۱۴ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے ف۱۱۵ اور اپنے گناہو کی معافی چاہو ف۱۱۶ اور اپنے رب کی

رَبِّكَ بِٱلْعَشِىِّ وَٱلْإِبْكَٰرِ ﴿٥٥﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُجَٰدِلُونَ فِىٓ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ

تعریف کرتے ہوئے صبح اور شام اسکی پاکی بولو ف۱۱۷ وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں بے کسی سند کے

ف۱۰۲ ہر ایک اپنی مصیبت میں گرفتار ہم میں سے کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا۔

ف۱۰۳ ایمانداروں کو اس نے جنت میں داخل کردیا اور کافروں کو جہنم میں جو ہونا تھا ہوچکا۔

ف۱۰۴ یعنی دنیا کے ایک دن کی مقدار تک ہمارے عذاب میں تخفیف رہے۔

ف۱۰۵ کیا انھوں نے ظاہر معجزات پیش نہ کئے تھے یعنی اب تمھارے لئے جائے عذر باقی نہ رہی۔

ف۱۰۶ یعنی کافر انبیاء کے تشریف لانے اور اپنے کفر کرنے کا اقرار کریں گے۔

ع ۱۳ ۵ ۱۰

ف۱۰۷ ہم کافر کے حق میں دعا نہ کریں گے اور تمہارا دعا کرنا بھی بیکار ہے۔

ف۱۰۸ ان کو غلبہ عطا فرماکر اور حجت قویہ دیکر اور ان کے دشمنوں سے انتقام لے کر۔

ف۱۰۹ وہ قیامت کا دن ہے کہ ملائکہ رسولوں کی تبلیغ اور کفار کی تکذیب کی شہادت دیں گے۔

ف۱۱۰ اور کافروں کا کوئی عذر قبول نہ کیا جائیگا۔

ف۱۱۱ یعنی جہنم۔

ف۱۱۲ یعنی توریت و معجزات۔

ف۱۱۳ یعنی توریت کا یا ان کے انبیاء پر نازل شدہ تمام کتابوں کا۔

ف۱۱۴ اپنی قوم کی ایذا پر۔

ف۱۱۵ وہ آپکی مدد فرمائیگا آپ کے دین کو غالب کریگا آپ کے دشمنوں کو ہلاک کریگا۔ کلبی نے کہا کہ آیت صبر آیت قتال سے منسوخ ہوگئی۔

ف۱۱۶ یعنی اپنی امت کے (مدارک)۔

ف۱۱۷ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مداومت رکھو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اس سے پانچوں نمازیں مراد ہیں۔

بحمدہٖ تبارک و تعالیٰ

یہ مبارک رسالہ ہدایت اقبالہ

جسمیں

دیوبندی ترجموں کی غلطیاں

بتلائی گئی ہیں

اور علمائے کرام کی تصدیقات

ملاحظہ ہوں

مسمّٰی باسم تاریخی

النجوم الشہابیہ

۱۳۶۹ھ

از تصنیفات:۔ مجاہد ملت غازی اہل سنت حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مدظلہ العالی بمبئی
مفتی شاہ ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی مفتی اہلسنت

ناشر، غوثیہ بک ڈپو مرید کے

کتاب العقائد

ایمان کا بیان

انبیاء علیہم السلام کا ذکر الفاظِ ذمیمہ کے ساتھ

مسئلہ ۲۸۶ شمس الضحیٰ خاں کیرآف امام مسجد عابدین ملیم) ۲۵ ر نومبر ۱۹۸۵ء
۱۲-۱۲-۱۹۸۵

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قرآن پاک میں بعض منہیات کی نسبت بعض حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ذواتِ مقدسہ کی طرف ہے مثلاً ذنب، عصیٰ، ظلم، ضل وغیرہا۔ تو کیا آیاتِ قرآنیہ کو سند بنا کر ان الفاظِ ذمیمہ کیساتھ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر از روئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں؟ امید کہ مدلل جواب دیکر مشکور فرمائیں گے۔

الجواب ۲۸۶ ـــــــــــ **ھو المجیب الوھاب**

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْعَطَایَا، وَفَضَّلَ الْاَنْبِیَاءَ عَلَی الْبَرَایَا، وَاَعْصَمَھُمْ عَنِ الْمَعَاصِیْ وَالْخَطَایَا۔ اَمَّا بَعْدُ!

آیاتِ مقدسہ یا احادیث کریمہ میں جہاں جہاں الفاظِ مذکورہ وغیرہا حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی معصوم شخصیتوں سے متعلق ہیں بس اُن کو وہیں تک محدود رکھنا واجب ہے۔ یعنی غیر تلاوتِ قرآن واحادیث خوانی میں کسی بھی نبی ورسول علیہم السلام کی طرف ذنب و عصیٰ ظلم و ضل وغیرہا الفاظِ ذم کی نسبت حرام وگناہ اور لائق تعزیر وسزا ہے بلکہ علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت نے اسے کفر بتایا۔ اور اختلافِ علماء سے بچنے کے لئے اس کے قائل پر تجدید ایمان و نکاح اگر بیوی

فیصلہ کیجئے

بریلوی اور دیوبندی
میں کیا فرق ہے؟

علامہ مولانا
شیر محمد [illegible] چشتی

پاک ہونا حضور کا پاک ہونا ہے اور حضور کا پاک ہونا اللہ کے پاک ہونے کی
آپ اللہ تعالیٰ کی سبحانیت (پاک ہونے) کے مظہر اتم ہیں اور اللہ تعالیٰ کا
ہونا آپ کے پاک ہونے میں ظاہر ہے۔ لہٰذا جو شقی عالم ہو یا جاہل، محدث ہو یا
شاہ کہلائے یا شیخ الشیوخ، مفسر ہو یا علامہ، حضور ﷺ کے لئے لفظ گناہ بولے
اس کی کوئی بھی وجہ بتاتا پھرے وہ اللہ تعالیٰ کو گناہ کا الزام لگاتا ہے۔ کافر
مرتد ہے اور ملعون ہے۔ کیونکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کو بھی سبحان (پاک) نہیں مانتا اور
حضور ﷺ کے متعلق گناہ یا نبوت کے لئے غلط کام یا خلاف اولیٰ کا ظن کرنے سے
کے کافر ہو جانے کا بھی امکان ہے تو یہ شقی علماء، ولی اللہ و تھانوی و محمود الحسن
محمد زبیر ابلہ رکنی اور فتح محمد جالندھری جو لفظ ذنب کے بہانے آپ کے لئے
گناہ ،،لکھ رہے ہیں اور وہ مفسرین جو حضو ﷺ کے لئے اس سب سے گندے
کے جواز کی تاویلات و بہانے بنا رہے ہیں ان کے پاس کون سا کفر پروف جبہ ہے
کافر نہیں ہو سکتے۔

ذنب کے معانی اور بلحاظ موقعہ ان کا تعین قرآن مجید میں مادہ لفظ ذنب بفتح
سکون و فتح نون مختلف صورتوں سے ۴۰ بار استعمال ہوا ہے اور کتب لغت میں
اس کے ۳۰ معانی لکھے گئے ہیں۔ یہ لفظ غیر انبیاء کے لئے ۳۶ جگہ اور
موسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک بار اور حضرت معدن تقویٰ ہر متقی ﷺ کے
جگہ وارد ہوا ہے۔ غیر انبیاء کے لئے اس کا ترجمہ معصیت اور معصیت کا ترجمہ
اور اردو میں گناہ کا آیا ہے مگر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام چونکہ گناہ سے
ہوتے ہیں لہٰذا ان کی ذوات مقدسہ کے لئے وارد اس لفظ کا معنی گناہ کرنا بتاویل
تاویل ہر صورت حرام اور انکار اجماع امت و کفر ہے، لفظ ذنب بفتحہ ذال و
نون اسم بھی ہے اور بروزن ضرب یضرب و نصر ینصر مصدر بھی ہے۔
اسم اس کا معنی معصیت، نافرمانی و گناہ کا آتا ہے مگر بصورت مصدر اس کا معنی
تابعداری و فرمانبرداری کا آتا ہے۔ تمام کتب لغت میں ہے ذنبہ ذنباً تبعہ فلم یفارق
یعنی ذنب کا معنی ہے ایسی تابعداری کرنا کہ متبوع کا نقش قدم نہ چھوڑے (منجد۔
و لسان العرب) اور صاحب تفسیر روح البیان کی غلط توجیہات کے آخر میں اس کی
نزدیک قدرے مناسب اس توجیہ کے بھی موافق ہے۔ فمن صحت له

حضرت سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

مصنف

مُفتی محمد فیض احمد اُویسی

کھلا فتح کرادی تاکہ تم اس فتح کے شکریہ میں دینِ حق کی ترقی کے لیے اور زیادہ کوشش کرو اور خدا اس کے صِلہ میں تمارے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے۔ (ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی)

☆ ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو کُھلم کُھلا فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔ (اشرف تھانوی دیوبندی)

☆ ترجمہ: اے محمد ﷺ ہم نے تم کو فتح دی، فتح بھی صریح و صاف تاکہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔ (فتح محمد جالندھری، یہ ترجمہ محمود الحسن کا ہے)

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ

تراجم مذکورہ پر ناظرین غور فرمائیں کہ ان میں رسالت مآب ﷺ کی کس قدر بے ادبی پائی جاتی ہے ان عام تراجم سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبیؑ معصوم ماضی میں بھی گنہگار تھا۔ مُستقبل میں بھی گناہ کرے گا۔ مگر فتح مبین کے صدقے میں اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہو گئے۔ اور آئندہ گناہِ رسول معاف ہوتے رہیں گے۔

یہ فتح مبین آپ کو نہ دی گئی ہوتی تاکہ آپ کے گُناہوں پر ستّاری کا پردہ پڑا رہتا۔ اس معصُوم کے تمام مخفی گناہ ترجمہ پڑھنے والوں کے سامنے آشکار ہو گئے اور معلوم ہوا کہ آئندہ بھی گناہ سرزد ہوتے رہیں گے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان گناہوں کی معافی کی پیشگی ضمانت ہو گئی ہیں۔ مفسرینِ نے جو معنی بیان کئے ہیں اس کے مطابق انہوں نے ترجمہ کیوں نہیں کیا۔ ترجمہ پڑھنے والوں کی گمراہی کا کون ذمہ دار ہے؟ جب نبی معصوم گنہگار ہو تو لفظ عصمت کا اطلاق کس پر ہو گا۔؟ عصمت انبیاء

جانتے تھے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔''

ان کے بڑے گنگوہی نے اپنی 'براہین قاطعہ' میں لکھا تھا:

''نبی ﷺ دیوار کے پیچھے کا حال بھی نہ جانتے تھے۔'' اور پھر اس نے اس قول کو حضور ﷺ کی حدیث بنا کر پیش کر کے نہایت بے حیائی کا مظاہرہ کیا۔ اور اس قول کی نسبت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کردی۔ حالانکہ حضرت شیخ محدث نے تو اسے اِشکال کے طور پر بیان فرماتے ہوئے لکھا تھا۔'' نہ یہ حدیث ہے نہ یہ روایت صحیح ہے۔''

اور اپنی کتاب 'مدارج النبوت' میں اس کی تصریح فرمادی۔ وہابیہ کا یہ الزام اگر قرآن پاک کی آیات، احادیث نبویہ، آئمہ دین کے اقوال اور متقدمین کی کتابوں کے سامنے رکھا جائے تو اسکی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ ساری دنیا اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگلے پچھلے علوم سے واقف تھے۔ ماضی اور مستقبل کے واقعات سے باخبر تھے اور اللہ کی بنائی ہر چیز ان پر روشن تھی۔ اور ہر ذرہ ذرہ ان کے سامنے تھا۔

اب وہابیہ کا یہ کہنا کہ حضور محض اتنا ہی جانتے تھے جتنا وحی کے ذریعہ بتا دیا گیا۔ یہ بات درست ہے مگر ان کا انداز بیان درست نہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ بعض مغیبات بعض اوقات حضور پر واضح کر دیئے گئے۔ ہم بھی یہ مانتے ہیں جمیع معلومات الہیہ کا احاطہ کر لینا مخلوق کے لئے ناممکن ہے۔ مگر ہم اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ فرمایا کہ عنقریب ہم آپ کو وہ کچھ سکھادیں گے جو آپ کے علم میں نہیں تھا۔ یہ سکھانا واقعی بذریعہ قرآن پاک تھا۔ اور قرآن پاک یک وقت نازل نہیں ہوا بلکہ تئیس سالوں میں نازل ہوتا رہا۔ اس سے اوقات اور معلومات میں بعض ہونا درست ہے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہابیہ اس انداز پر تعلیم خداوندی کو اندک قلیل اور حقیر کہہ کر

امت کے لئے ظاہر نہ فرمانا ان کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر کسی نے بالفرض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وقت کیلئے معاذ اللہ اس خبر سے بے علم سمجھا تو اس اعتقاد کی بنا پر اتنی دیر وہ منکر نبوت رہے گا۔ یا اس کو یہ ماننا پڑے گا نبی علیہ السلام کی کچھ دیر کے لئے عدم علمی اس کے نبوت کے انعدام پر دال ہوگی۔ اور نبوت کا نبی سے منعدم ہونا ایک آن کے لئے بھی اصول نبوت کیا بلکہ اصول الہیہ کے خلاف ہے ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام اپنے علم غیب عطائی سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہیں ہوسکتا جیسا کہ نبی ﷺ تمام عالمین کے علم سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہ تھے اور نہ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ یہی مطلب لفظ نبی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی ﷺ کے واسطے تمام عالمین کا علم غیب عطائی علی الدوام ماننا یعنی از ابتدائے آفرینش حضور ﷺ کو تا قیامت اور قیامت کے بعد تک بھی اور جنت اور دوزخ وغیرہ ہم کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور مخلوق کی عقلوں کی سے بالاتر ہے آپ کی شان نبوت کو حاصل ہے۔

غیب کی شرح از روئے قرآن شریف} غیب کے معنی مَاغَابَ عَنکَ ہیں۔

(۱) بقرہ ۱/۱} هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ (ہدایت ہے۔ ڈرنے والوں کے واسطے جو ایمان لاتے ہیں پوشیدہ چیزوں کے ساتھ جو دیکھی ہوئی نہیں)۔

(۲) نساء ۵/۲} فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (نیک بخت عورتیں فرمانبردار حفاظت کرنے والیاں پوشیدہ چیز کی جس کی حفاظت اللہ نے فرمائی)

یہاں اگر غیب کے معنی غیر مخلوق کے جاویں تو فرمان الٰہی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

(۳) مائدہ ۷/۱۳} لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهُ بِالْغَيْبِ (تاکہ معلوم کرے اللہ تعالیٰ کون ڈرتا ہے اس سے بن دیکھے)

(۴) یوسف ۱۲/۷} ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ یوسف علیہ السلام

اور خلیل صلوٰۃ اللہ علیہ کا معاملہ بالعکس ہے۔علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وما بینھما بون بائن یعنی ان دونوں علوم میں بڑا عظیم فرق ہے قرآن وسنت سے جو عقیدہ توحید ثابت ہوتا ہے اس کا ذکر اوپر بیان ہو چکا ہے۔اور اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی بھی نبی ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں ہے تو یہ عقیدہ اس امر کو مستلزم ہے کہ اس نبی کی توحید مکمل نہیں ہے۔چہ جائیکہ افضل الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ آپ ﷺ کو فلاں چیز کا علم نہیں تھا تو بتائیے جب آپ ﷺ کی توحید مکمل نہیں ہے تو پھر دنیا میں کس کی توحید مکمل ہو سکتی ہے۔اور بعض اہل بدعت نے عقیدہ توحید کو الٹا جامہ پہنا دیا کہ اگر کسی نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عالم کی ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے تو یہ عقیدہ شرک ہے یعنی عقیدہ توحید کو جو براہین سے ثابت ہوتا ہے اس کو تو شرک قرار دیا اور ان اہل بدعت نے عقیدہ توحید یہ اختراع کیا کہ کامل موحد وہ ہے جس کو دیوار کے پیچھے کا علم نہ ہو اور پھر طرفہ یہ کہ ان اہل بدعت کے نزدیک شیطان لعین کی وسعت علمی تو نص قرآنی سے ثابت ہے اور افضل الانبیاء ﷺ کے علم پر کوئی دلیل نہیں ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ شیطان کی توحید انبیاء علیہم السلام کی توحید سے اکمل ہے۔نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ع

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا نام خرد

یہاں تک بندہ نے یہ واضح کیا ہے کہ ملت اسلامیہ کی اساس اول توحید کو اہل ضلالت نے کتنا غلط رنگ دیا ہے اب آیئے آپ کو دین متین کی بنیاد ثانی یعنی رسالت سے روشناس کرائیں۔پھر اہل بدعت نے اس بنیاد میں جو قہر سامانیاں کیں ہیں ان پر سے پردہ اٹھائیں اولاً آپ کو یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل السنت والجماعت کے نزدیک عقیدہ رسالت ﷺ کیا چیز ہے؟ قرآن پاک میں ہے۔انی جاعل فی الارض خلیفہ اس آیت مبارکہ پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ خلیفہ اس وقت مقرر کیا جاتا ہے جب اصل کام سرانجام نہ دے سکے۔اللہ تعالیٰ تو ہر قسم کے

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرمِ راز ہے روحِ امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہی عرض ہے خالقِ ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاکِ رسول دکھا تجھے اپنے ہی عز و علا کی قسم

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضا کی قسم

پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم
یا الٰہی کیونکر اتریں پار ہم

کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم
دن ڈھلا ہوتے نہیں ہشیار ہم

---

۱ قال اللہ تعالیٰ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ہ مجھے اس شہر کی قسم ہے اس لئے کہ اے محبوب تو اس میں تشریف فرما ہے ۱۲ ۲ قال اللہ تعالیٰ وقیلہٖ یا رب ان ھٰؤلاء قوم لا یومنون ہ مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ۱۲ ۳ قال اللہ تعالیٰ لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون ۔ اے مجھے تیری جان کی قسم یہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں ۱۲ ۔
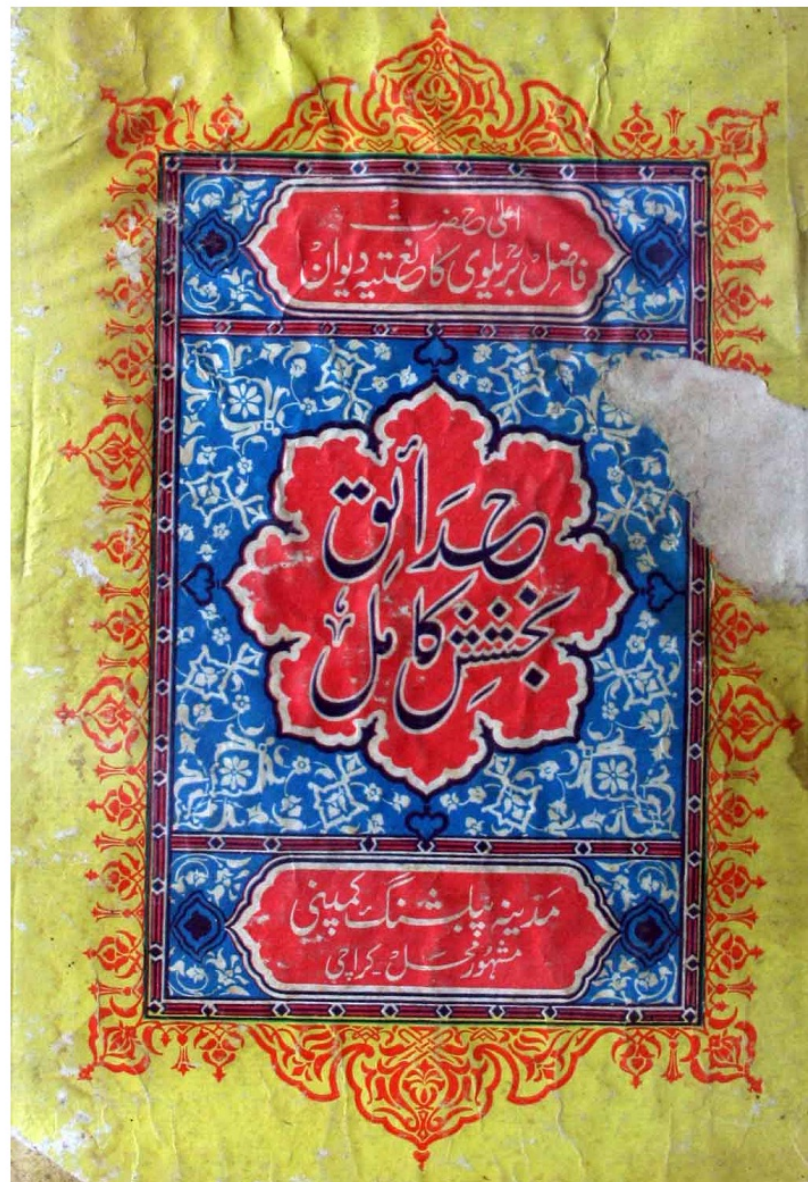
نہیں چھوڑتا مگر گوبر وغیرہ کے ذرے خشک شدہ قالین میں سما جاتے ہیں صاحبِ مضمون نے ان چیزوں کا خیال نہیں کیا یہ ٹھیک ہے اسلام نے بہت آسانیاں فرمادی ہیں مگر اس سے کسی کو ناجائز فائدہ اٹھا کر مزید اپنی پسند کی آسانیاں پیدا کرنا جائز نہیں اس لیے ضروری خیال کرنا چاہیئے کہ مصلّے کے بغیر ایسی چادر کے قالین پر ہرگز نماز نہ پڑھی جائے ہاں اگر کارپٹ کی طرح فرشِ خانہ سے وہ بالکل کیلوں سے جوڑ دی گئی ہے تب وہ زمین کے حکم میں آجاتی ہے اگر برش وغیرہ سے جھاڑ کر نماز پڑھ لی جائے تو ہو جائے گی تاکہ جوتوں کے ذریعے آنے والی گندگی کے ذرات دور ہوجائیں یہی حکم زمین کا ہے بغیر صاف کئے تو کہیں بھی نماز جائز نہیں ۔

سوال ۵:۔ حافظ مظہر الدین کا ایک شعر اس طرح ہے ۔

ہے نام نسب عشق میں توہینِ محبت ÷ سوگند مجھے عشقِ رسول عربی کی

ایک صاحب نے فرمایا یہ شعر خلافِ شرع ہے کیا یہ اعتراض درست ہے یہ پوری نعت اُن کے ایک مجموعے باب جبرئیل میں ہے ۔

جواب:۔ اس شعر کا دوسرا مصرعہ بالکل خلافِ شریعت ہے کہنے والا گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہے لفظ سوگند فارسی میں قسم کے معنیٰ میں ہے اور احادیث پاک میں وارد ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کی قسم کا کہنا سخت ترین جرم ہے فقہائے کرام تو ایسی غیر اللہ کی قسم کو بحکمِ حدیث پاک شرک قرار دیتے ہیں۔ دراصل مسلم قوم کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ بے علم لوگوں نے نعتیں لکھنا شروع کر دیں ہیں اگر یہ مصرعہ اس طرح پڑھ لیا جائے تو جائز ہو جائے گا سوگند۔ مجھے ربِّ رسولِ عربی کی اب قسم کی نسبت خارجتاً بالکل خود بخود اللہ کی طرف اضافت ہو جائے گی یا اس طرح پڑھا جائے۔

پہلے میں نے خواب میں اپنے حضرتِ والد ماجد قدس اللہ سرہٗ العزیز سے دیکھی تھی۔ میں اس زمانہ میں بشدتِ درد کمر اور سینہ میں مبتلا تھا اسے بہت امتداد و اشتداد ہوا تھا۔ ایک روز دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کے میرے پیر بھائی اور حضرت پیر مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فدائی تھے۔ کم ایسا ہوا کہ حضرت پیر و مرشد کا نام لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے جب ان کا انتقال ہوا، اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اُترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی، ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم ﷺ سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی: یارسول اللہ! حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا: برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمدللہ! یہ جنازہ میں نے پڑھایا اور یہ وہی برکات احمد ﷺ تھیں کہ محبت پیر و مرشد کے سبب اور انھیں حاصل ہوئیں۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَ اللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم۔

ہاں تو اس خواب میں نے دیکھا کہ مولوی برکات احمد صاحب بھی حضرت والد ماجد اقدس سرہ العزیز کے ہمراہ میری عیادت کو تشریف لائے ہیں۔ دونوں حضرات نے مزاج پرسی فرمائی۔ میں شدتِ مرض سے تنگ آ چکا تھا، زبان سے نکلا کہ حضرت دعا فرمائیں کہ اب خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ یہ سنتے ہی حضرت والد ماجد قدس سرہٗ الشریف کا رنگ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا: ابھی تو باون برس مدینہ شریف میں: واللہ اعلم اس ارشاد کے کیا معنی تھے مگر اس کے بعد جو دوبارہ حاضری مدینہ طیبہ ہوئی ہے اس وقت مجھے باون واں ہی سال تھا۔ یعنی اکاون برس پانچ مہینے کی عمر تھی۔ یہ چودہ سال کی پیشن گوئی حضرت نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو کہ حضور اقدس ﷺ کے غلامان غلام کے کفش بردار ہیں علوم غیب دیتا ہے اور وہابیہ کو جناب سرکار سے انکار ہے۔ ابھی چند ماہ ہوئے ماہ رجب میں حضرت والد ماجد قدس سرہٗ الشریف خواب میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: اب کی رمضان میں مرض شدید ہوگا، روزہ نہ چھوڑنا۔ ویسا ہی ہوا، اور ہر چند طبیب نے کہا: میں نے بحمداللہ روزہ نہ چھوڑا، اور اسی کی برکت نے بفضلہٖ تعالیٰ شفا دی کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے: صُوْمُوْا تَصِحُّوْا ''روزہ رکھو، تندرست ہو جاؤ گے۔'' وہ حضرات علماء بہت اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح

حصہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم
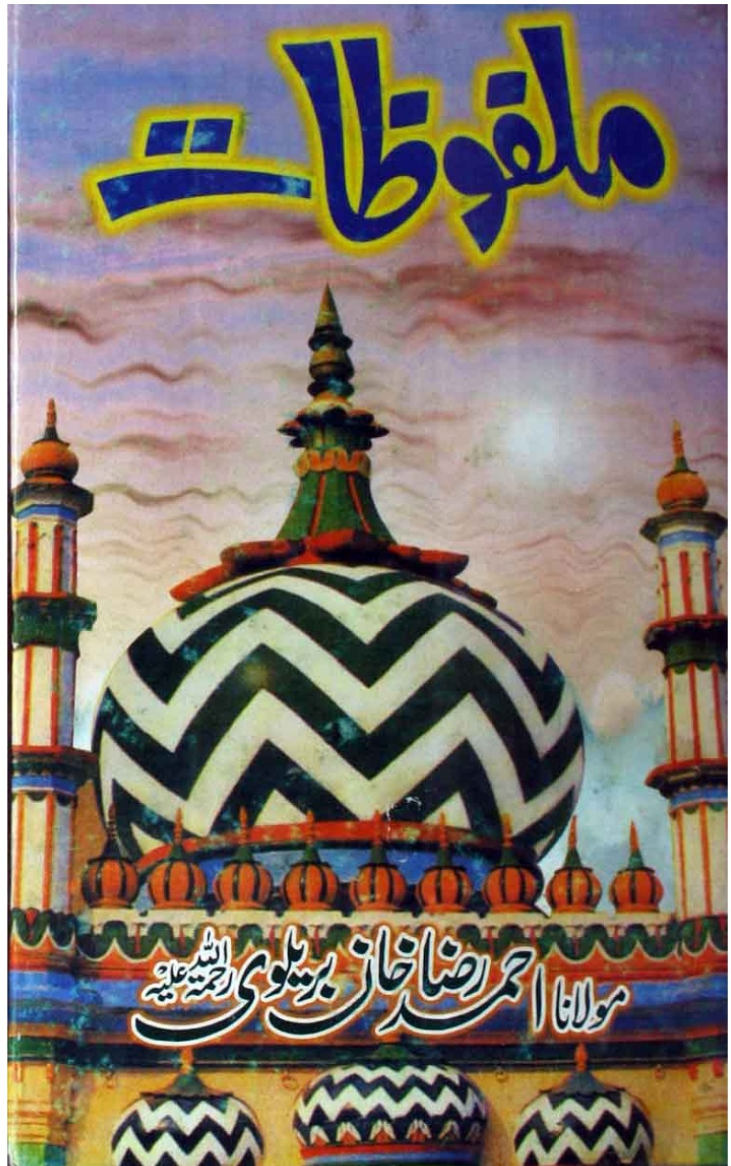
عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

مصنف

علامہ غلام نصیر الدین سیالوی

باہتمام

محمد نواز ہزاروی

مکتبہ غوثیہ

یونیورسٹی روڈ، کراچی پاکستان

کے اپنی گستاخی کرائیں گے اور ان کو گستاخ بنائیں گے۔ (العیاذ باللہ)

سرفراز کا بیہودہ اعتراض

مولوی صاحب نے اس پر یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ الحمد للہ یہ جنازہ میں نے پڑھایا ہے۔

کوئی اس سے پوچھے کیا وہ "معاذ اللہ" کہتے ان کو پہلے تو پتہ نہیں تھا کہ حضور علیہ السلام جنازہ میں شامل ہیں بعد میں جب پتہ چلا تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ سرکار ﷺ نے میرے پیچھے نماز پڑھی اور مجھے یہ اعزاز بخشا تو یہ جائے شکر اور حمد ہی تھی نہ کہ جزع وفزع اور رونے دھونے یا توبہ استغفار کی۔

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے برزخ میں یہ مشاغل ہیں۔ زمین میں سیر فرمانا تاکہ اس میں برکت پیدا ہو۔ امت کے اعمال میں نظر کرنا اور ان کی مغفرت کی دعا کرنا اور جو نیک لوگ فوت ہوں ان کے جنازے میں شمولیت کرنا۔ ﴿تنویر الحلک فی رؤیۃ النبی والملک﴾

اس عبارت سے پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام صالحین کے جنازوں میں شریک ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی نہیں سنا گیا کہ حضور علیہ السلام نے امامت بھی کروائی ہو تو کیا جو لوگ اولیاء کرام کے جنازوں میں امام بنتے ہیں وہ گستاخ ہیں اصل میں بات یہ ہے کہ امام وہ ہونا چاہیے جو نظر بھی آئے اور اس کی تکبیرات اور دیگر ارکان سلام وغیرہ کا پتہ چلے۔ حضور علیہ السلام اب چونکہ لوگوں کی آنکھوں سے محجوب ہیں اور ملائکہ کے حکم میں ہیں اس لئے آپ امامت نہیں فرماتے ہیں۔ دوسری عرض یہ ہے کہ حضور علیہ السلام پر نماز اب فرض نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام کی نماز نفلی ہوتی ہے اور حنفی مذہب میں مفترض متنفل کی اقتدا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا حنفی مذہب رکھنے والوں کو یہ

احمد صاحب لاجپوری نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ کہنے کی جرات وہمت کیسے کی کہ وہ نماز نہ پڑھائیں، بلکہ خود حضرت خلیل اللہ ایک غیر نبی کی اقتدء کریں؟ کیا غیر نبی کے پیچھے نماز پڑھنا، نبی اور رسول کے پیچھے نماز پڑھنے سے افضل ہے؟ کیا امامت کے مستحق مولانا مدنی، حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے زیادہ تھے؟ کیا ایک برگذیدہ نبی کو غیر نبی بلکہ معمولی مولوی کا مقتدی بنانے کی کوشش فساد قلب نہیں تو اور کیا ہے؟

دیوبند کے جھونپڑے ہی بہشت ہیں:

بہشت کی تعریف قرآن وحدیث میں واضح ہے لیکن دیوبندیوں کی بہشت کچھ اور طریقہ کی ہے۔

مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا کہ ان ہی حضرات کی برکت تھی، مقبولیت پر یاد آیا، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے خواب میں دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چھپر کے مکان بنے ہوئے ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ اے اللہ، یہ کیسی جنت ہے جس میں چھپر ہیں، جس وقت صبح کو مدرسہ آیا مدرسے کے چھپر پر نظر پڑی تو ویسے ہی چھپر تھے۔ (الافاضات الیومیہ تھانوی جلد ا صفحہ ٦٦)

اہل سنت کی جنت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ ہم نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جنت کس چیز سے بنائی گئی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

لبنة من ذهب ولبنة من فضة وملا طها المسک الاذفر وحصباؤها اللولؤ والياقوت وتربتها الزعفران۔ (مشکوۃ صفحہ ٤٩٧ مطبوعہ نور محمد کراچی)

(اصدق الرؤیا جلد۲ صفحہ ۲۳)

فوائد: دونوں خوابوں میں غور فرمایئے پہلے خواب سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے تھانوی کی نماز جنازہ پڑھی ظاہر ہے کہ تھانوی کی نماز جنازہ کسی مولوی نے پڑھائی ہوگی تو وہ مولوی امام ہوا اور حضور ﷺ مقتدی بنے اور دوسرے خواب سے صراحتہ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے تھانوی کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی تو تھانوی امام ہوئے اور حضور ﷺ مقتدی ان خوابوں کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ تھانوی کا اتنا بلند مقام ہے کہ حضور ﷺ بھی ان کی اقتداء کرتے ہیں۔

تھانوی کی مریدنی رسول اللہ ﷺ کی بغل میں: (معاذ اللہ)

تھانوی کی مریدنی کہتی ہے ایک جنگل ہے اور میں اس میں ہوں اور تخت ہے کچھ اونچا سا اس پر زینہ ہے ایک میں دو تین آدمی ہیں ہم سب کھڑے ہیں حضور ﷺ کے انتظار میں اتنے میں ایسا معلوم ہوا کہ جیسے بجلی چمکی تھوڑی دیر میں حضور ﷺ تشریف لائے اور زینہ پر چڑھ کر میرے سے بغل گیر ہوئے۔ اور مجھ کو زور سے کھینچ دیا جس سے سارا تخت ہل گیا حضور بولے تجھ کو پل صراط پر چلنے کی عادت ڈالتا ہوں صورت شکل بالکل تھانوی جیسی ہے۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ (اصدق الرؤیا جلد۲ صفحہ ۲۳)

فوائد: (۱) تھانوی کی مریدنی نے کہا میں ہوں ایک تخت ہے پھر ایک میں دو تین آدمی ہیں نا معلوم یہ دو تین آدمی ایک دم کہاں سے آگئے۔ ہوسکتا ہے کہ شاید پہلے نظر نہ آئے ہوں یا غیب سے نمودار ہو گئے ہوں۔

(۲) اس کے بعد شرمناک الفاظ کہ حضور ﷺ نے تشریف لا کر نہ تو ان دو تین سے سلام

فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّھَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَ اللّٰہِ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ[1]

" جب ثبوت نہ لا سکیں تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں "

مسلمانو! آزمائے کو کیا آزمانا، بارہا ہو چکا کہ ان حضرات نے بڑے زور شور سے یہ دعوے کئے اور جب کسی مسلمان نے ثبوت مانگا، فوراً پیٹھ پھیر گئے اور پھر منہ نہ دکھا سکے مگر حیا اتنی ہے کہ وہ رٹ جو منہ کو لگ گئی ہے نہیں چھوڑتے، اور چھوڑیں کیونکر کہ مرتا کیا نہ کرتا، اب خدا و رسول کو گالیاں دینے والوں کے کفر پر پردہ ڈالنے کا آخری حیلہ یہی رہ گیا ہے کہ کسی طرح عوام بھائیوں کے ذہن میں جم جائے کہ علمائے اہلسنت یوہیں بلا وجہ لوگوں کو کافر کہہ دیا کرتے ہیں ایسا ہی ان دشنامیوں کو بھی کہہ دیا ہوگا۔ مسلمانو! ان مفتریوں کے پاس ثبوت کہاں سے آیا کہ من گھڑت کا ثبوت ہی کیا وَ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ۰ ان کا ادعائے باطل تو اسی قدر سے باطل ہو گیا۔

تمہارا ربّ عزوجل فرماتا ہے

قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۰[2]

" لاؤ اپنی برہان اگر سچے ہو "

اس سے زیادہ کی ہمیں حاجت نہ تھی مگر بفضلہ تعالیٰ ہم ان کی کذابی کا وہ روشن ثبوت دیں کہ ہر مسلمان پر ان کا مفتری ہونا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جائے۔ ثبوت بھی بحمد اللہ تعالیٰ تحریری وہ بھی چھپا ہوا، وہ بھی نہ آج کا بلکہ سالہا سال کا۔ جن جن کی تکفیر کا اتہام علمائے اہلسنت پر رکھا ان میں سب سے زیادہ گنجائش اگر ان صاحبوں کو ملتی تو اسمٰعیل دہلوی میں کہ بیشک علمائے اہلسنت نے اس کے کلام میں بکثرت کلمات کفریہ ثابت کئے اور شائع فرمائے بایں ہمہ والا سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح، دیکھئے کہ بار اول ۱۳۰۹ھ میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے اتباع پر ستر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتویٰ وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ

---

[1] پ۱۸ ع ۸، سورہ النور۔ [2] پ۲۰ ع ۱، سورہ النمل۔

حسام الحرمین اردو

مؤلفہ اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی

مکتبہ نبویہ ۰ لاہور
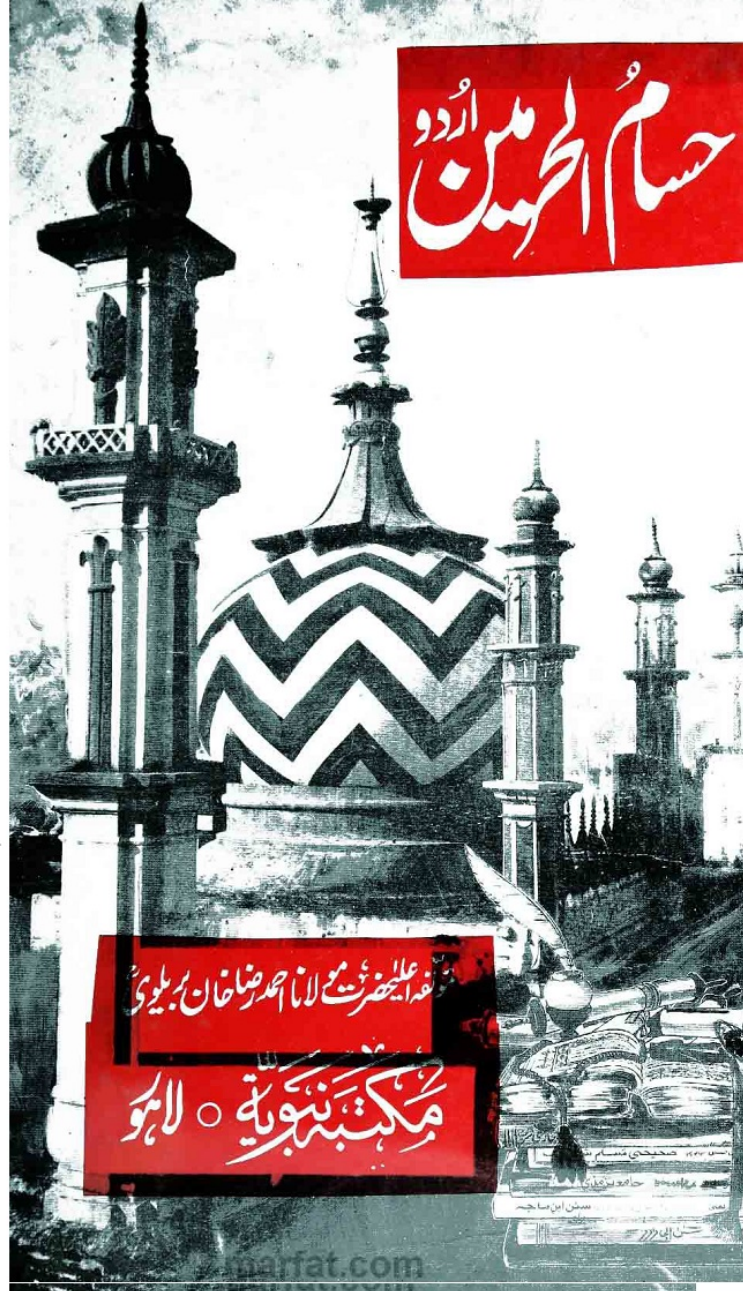
نکاح سے نکل گئی "۔

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیصِ شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے، اس کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے۔ کیا مسلمان اہلِ قبلہ نہیں ہوتا یا اہلِ کلمہ نہیں ہوتا! سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ثالثاً اصل بات یہ ہے کہ اصطلاحِ ائمہ میں اہلِ قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفاء شریف و بزازیہ و درر و غرر و فتاویٰ خیریہ وغیرہا میں ہے:

اجمع المسلمون ان شاتمه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کافر ومن شك فی عذابه وکفره کفر۔

" تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے "

مجمع الانہر و درمختار میں ہے:

والکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبته مطلقا ومن شك فی عذابه وکفره کفر۔

" جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے "

الحمد للہ! یہ نفسِ مسئلہ کا وہ گراں بہا جزئیہ ہے جس میں ان بدگویوں کے کفر پر اجماع تمام امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

فی المواقف لا یکفر اهل القبلة الا فیما فیه انکار ما علم مجیئه بالضرورة او المجمع علیه کاستحلال المحرمات هو لا یخفی ان المراد بقول علمائنا لا یجوز
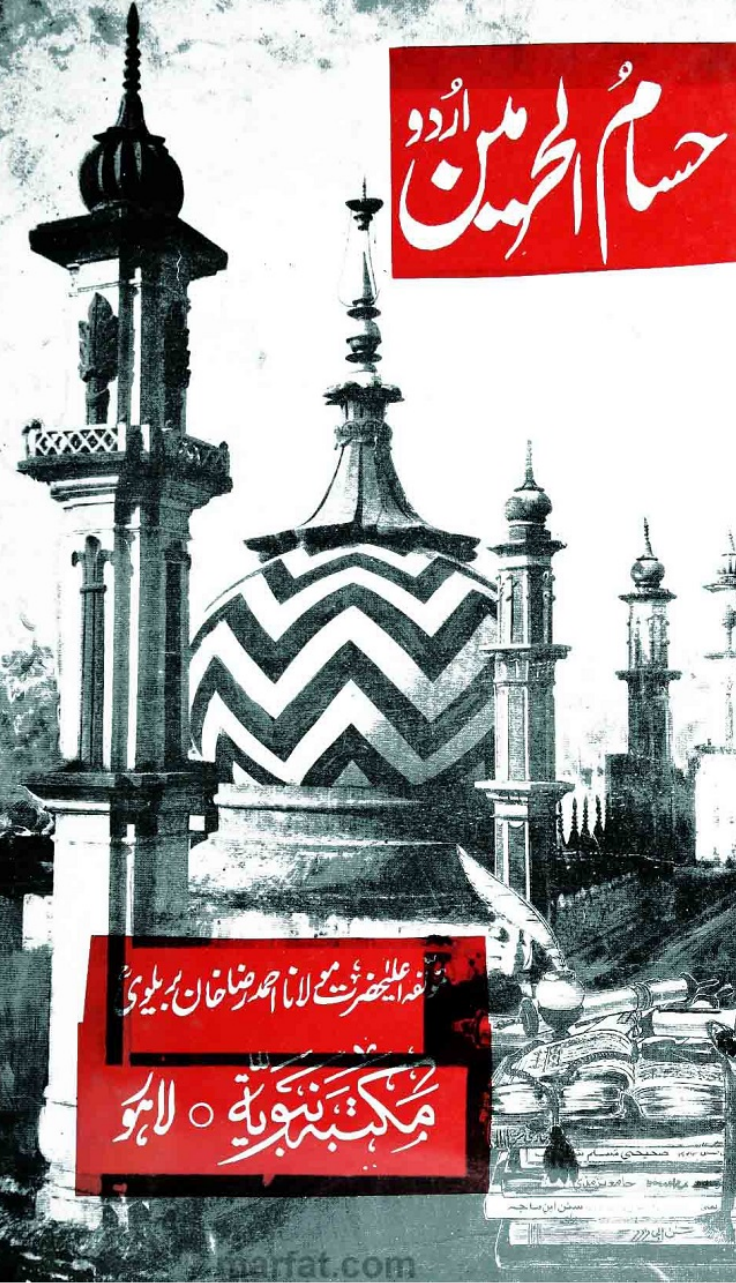
وعلیٰ آلہ الکرام وصحابتہ العظام اور ساتھ ہی تمھاری سرکشی اور غلط روی کے رد کرنے کی سنت پر قائم خدام پر سلام وبرکات ہوں، اور اللہ تعالیٰ ہمیں انتہائی تعظیم کے ساتھ آپ کی سچی محبت اور قیامت تک آپ کا دائمی ذکر عطافرمائے اگرچہ اس میں تمھاری ناکیں آلود اور تمھاری آنکھیں بیمار ہوں، آمین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ (ترجمہ خطبہ ختم ہوا، یہاں سے جواب شروع ہے)

بلاشبہہ وہابیہ مذکورین اور ان کے پیشوائے مسطور پر بوجوہ کثیر قطعاً یقیناً کفرلازم اور حسب تصریحات جماہیر فقہائے کرام اصحاب فتاوٰی اکابر واعلام رحمہم اللہ الملک المنعام ان پر حکم کفر ثابت وقائم اور بظاہر ان کا کلمہ پڑھنا اس حکم کا نافی اور ان کو نافع نہیں ہوسکتا آدمی فقط زبان سے کلمہ پڑھے یا اپنے آپ کو مسلمان کہنے سے مسلمان نہیں ہوتا جبکہ اس کا قول یا فعل اس کے دعوے کا مکذب ہوگیا، اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے کلمہ پڑھے بلکہ نماز وروزہ حج زکوٰۃ بھی ادا کرے بایں ہمہ خدا اور رسول کی باتیں جھٹلائے یا خدا اور رسول وقرآن کی جناب میں گستاخیاں کرے یا زنار باندھے، بت کے لئے سجدے میں گرے تو وہ مسلمان قرار پاسکتا یا عادت کے طور پر وہ کلمہ پڑھنا اس کے کام آسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہم ابھی حاشیہ خطبہ میں یہ مضمون آیات قرآنیہ سے ثابت کرچکے۔ درمختار مطبع ہاشمی ص ۳۱۸:

لواتی بھما علی وجہ العادۃ لم ینفعہ مالم یتبرأ[1]۔	اگر عادت کے طور پر کلمہ پڑھا تو نفع نہ دے گا جب تک اپنی اس کفری بات سے توبہ نہ کرے۔

امام الوہابیہ کا خود اپنے اقرار سے کافر ہونا نیز سب وہابیہ کا اپنے امام کی تصریح سے کافر ٹھہرنا

ان کے مذہبی عقیدوں اور ان کے پیشوائے مذہب کی کتابوں میں بکثرت کلمات کفریہ ہیں جن کی تفصیل کو دفتر درکار، اور ان کے پیشوا نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں (جسے یہ لوگ معاذ اللہ کتاب آسمانی کی مثل جانتے اور اپنے مذہب کی مقدس کتاب مانتے ہیں) اپنے اور اپنے سب پیروؤں کے کھلم کھلا کافر ہونے کا صاف اقرار کیا ہے، میں پہلے ان کا وہ اقراری کفر نقل کروں پھر بطور نمونہ صرف ستر کفریات ان کے اور لکھوں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ختم دنیا کا حال ارشاد فرمایا ہے کہ زمانہ فنانہ ہوگا جب تک لات وعزٰی کی پھر پرستش نہ ہو اور وہ یوں ہوگی کہ اللہ تعالٰی ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا وہ اٹھالیا جائے گا جب زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پوجا بدستور ہوجائے گی[2]۔

تقویۃ الایمان مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۳ھ ص ۴۴ پر یہ حدیث بحوالہ مشکوٰۃ نقل کی اور خود اس کا

---

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[2] مشکوٰۃ المصابیح باب لاتقوم الساعۃ الا علی شرار الناس مطبع مجتبائی دہلی نصف ثانی ص ۴۸۱

ص ۴۱:

فارسی متن	ترجمہ
لابد اورا بمحافظتے مثل محافظت انبیاکہ مسمّٰی بہ عصمت ست فائزمے کنند[1]	ضروری ہے کہ اس کو محفوظ قرار دیا جائے جس طرح انبیاء کا محفوظ ہونا جس کو عصمت کہتے ہیں۔(ت)

ص ۴۲:

فارسی متن	ترجمہ
ندانی کہ اثبات وحی باطن وحکمت ووجاہت وعصمت مرغیر انبیاء رامخالف سنت واز جنس اختراع بدعت ست وندانی کہ ارباب ایں کمال از عالم منقطع شدہ اند[2] اھ ملخصا۔	یہ نہ سمجھناکہ باطنی وحی، حکمت، وجاہت اور عصمت کو غیر انبیاء کے لئے ثابت کرنا خلاف سنت اور از قبیل اختراع بدعت ہے اور یہ بھی نہ سمجھناکہ اس کمال کے لوگ دنیا سے ختم ہوچکے ہیں اھ ملخصا(ت)

اس قول ناپاک میں اس قائل بیباک نے بے پردہ وحجاب صاف صاف تصریحیں کیں کہ [۱]بعض لوگوں کو احکام شرعیہ جزئیہ وکلیہ بے وساطت انبیاء اپنے نور قلب سے بھی پہنچتے ہیں، [۲]خاص احکام شرعیہ عــــہ۱ میں انھیں وحی آتی ہے ایک طرح وہ انبیا کے مقلد ہیں اور ایک طرح [۳]تقلید انبیاء سے آزاد احکام شرعیہ میں خود محقق، [۴]وہ انبیاء کے شاگرد بھی ہیں اور ہم استاد بھی، [۵]تحقیقی علم وہی ہے جو انھیں بے توسط انبیاء خود اپنی قلبی وحی سے حاصل ہوتا ہے، انبیاء کے ذریعے سے جو ملتا ہے وہ تقلیدی بات ہے، [۶]وہ علم میں انبیاء کے برابر وہمسر ہوتے ہیں فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انھیں باطنی، [۷]وہ انبیاء کے مانند معصوم ہوتے ہیں اسی مرتبہ کا نام حکمت ہے یہ کھلم کھلا غیر نبی کو نبی عــــہ۲ بنانا ہے۔ جب ایک معصوم کو اعمال وعقائد وغیرہا امور شرعیہ میں احکام الٰہیہ

عــــہ۱: **اقول** اور احکام شریعت میں بھی کلیہ کی تصریح کردی ہے کہ کوئی ناواقف یہ دھوکا نہ کھائے کہ یہ لوگ مجتہدین امت سے ہیں۔ اگر بے وساطت انبیا حکم پہنچنا ہی اخراج مجتہدین کو بس تھا، مگر زیادت فرق وکمال صراحت کے لئے احکام کلیہ کا اونچا طرہ چمکتا پھندنا لٹکادیا کہ احکام کلیہ شرعیہ تو نبی ارشاد فرماتا ہے کہ مجتہدین کی اتنی شان کہ ان سے احکام جزئیہ استنباط کرتا ہے، یہاں ایسا نہیں بلکہ انھیں خود احکام کلیہ شریعت بے وساطت نبی بذریعہ وحی پہنچتے ہیں، مسلمانو! خدا کے واسطے اور نبی کسے کہتے ہیں ۱۲ سل السیوف۔

عــــہ۲: اور نبی بھی کیسا صاحب شریعت ۱۲ سل السیوف۔

[1] صراط مستقیم ہدایت رابعہ در بیان ثمرات حب ایمانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۵

[2] صراط مستقیم ہدایت رابعہ در بیان ثمرات حب ایمانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۶

تکذیب نصی از نصوص نگردد وسلب قرآن مجید بعد انزال ممکن است [1]۔	کی تکذیب کا سبب نہیں ہوسکتا جبکہ نزول قرآن کے بعد قرآن کا سلب ہوجانا ممکن ہے۔ (ت)

یہاں صاف بے پردہ اقرار کردیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹی ہوجائے تو کچھ حرج نہیں حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں اگر انھیں بھلا کر اپنی بات جھوٹی کردے تو تکذیب کہاں سے آئے گی اب کسی کو وہ نص یاد ہی نہیں کہ جھوٹ پر اطلاع پائے۔ شفا شریف مطبع صدیقی ص ۳۶۱:

من دان بالوحدانیة وصحة النبوة ونبوة نبینا صلی اللہ تعالٰی علیه وعلی اله وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا به ادعی فی ذلك المصلحة بزعمه اولم یدعها فهو کافر باجماع [2]۔	جو اللہ تعالٰی کی وحدانیت، نبوت کی حقانیت، ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو ایسنمہ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کیسی مصلحت کا ادعاء کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔ (ت)

حضرات انبیاء علیہم افضل الصلٰوۃ والثناء کا کذب جائز جاننے والا بالاتفاق کافر ہوا اللہ عزوجل کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا!

کفریہ سوم: صراط مستقیم مطبع ضیائی ۱۲۸۵ھ ص ۱۷۵ اپنے پیر کی نسبت لکھا:

روزے حضرت جل وعلا دست راست ایشاں رابدست قدرت خاص خود گرفتہ وچیزے را از امور قدسیہ کہ بس رفیع وبدیع بود پیش روئے حضرت ایشاں کردہ فرمودہ کہ ترا ایں چنیں دادہ ام وچیزہائے دیگر خواہم داد [3]۔	ایک روزہ اللہ تعالٰی نے اس حضرت کا دایاں ہاتھ اپنے دست قدرت میں پکڑا اور امور قدسیہ کی ایک بلند وبالا عجیب چیز کو پیش کرکے فرمایا تجھے یہ دیا اور اس کے علاوہ اور چیزیں بھی دیں گے۔ (ت)

ص ۱۳: مکالمہ ومسامرہ بدست می آید [4] (ہم کلامی اور باتیں حاصل ہوئیں۔ ت)

[1] رسالہ ایک روزہ (فارسی) فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعة الشرکة الصحافیة ۲/ ۲۶۹

[3] صراط مستقیم خاتمہ دربیان پارہ المکتبة السلفیہ لاہور ص ۱۶۴

[4] صراط مستقیم ہدایت اربعہ دربیان ثمرات حب المکتبة السلفیہ لاہور ص ۱۲

استعمال فرمایا مگر کوئی امتی حضرت آدم کو عاصی ' نافرمان اور ظالم کہے تو کفر ہے ۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو ذلیل کہنا ان کی بارگاہِ عزت پناہ میں گستاخی و کفر ہے۔کیونکہ لفظ ذلیل ہمارے محاورہ میں توہین کے طور پر استعمال ہوتا ہے ۔ تو جس طرح وہابی گستاخ ہیں دیوبندی علماء بھی ان گستاخیوں میں وہابیوں سے متحد ہیں ۔ چنانچہ امام الاشقیاء گستاخ انبیاء مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب "تقویت الایمان" میں خارجیوں وہابیوں کی طرح غلط توحید کے نشہ میں بدمست ہوکر منافقوں خارجیوں وہابیوں کی طرح حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں عموماً اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں خصوصاً کثیر گستاخانہ الفاظ کے استعمال کے ساتھ وہابیوں کی طرح ذلیل کا لفظ بھی بکا وہ شقی تقویت الایمان میں کہتا ہے "یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے (تقویت الایمان ص 16) ۔

وہابیوں نے المسلک الواضح میں اذلاء یعنی ذلیل کہا اور اسماعیل نے چمار سے زیادہ ذلیل کہا اور دیوبندی فرقہ کے سب آوے کے مرکزی پیام گیر امام ربانی رشید احمد گنگوہی نے تقویت الایمان کی ان ایمان سوزیوں کو عین ایمان اور منافقوں خارجیوں اور وہابیوں کی گستاخیوں کی اس پٹاری اور اس کے کفریات میں ان سے متحد ہونے کا کھلا اقرار کیا ہے ۔ گنگوہی صاحب کہتے ہیں۔

1۔ عقائد میں سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں (فتاوئی رشیدیہ ج 2 ص 10)

2۔ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے (فتاوئی رشیدیہ ج1 ص 111)

3۔ کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے (الی قولہ) اس کا رکھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے ۔ (فتاوئی رشیدیہ ج 1 ص 20)

منافقوں خارجیوں وہابیوں کے توحید میں مفرطانہ غلو اور دین کی غلط تعبیر و سنت و بدعت کی خود ساختہ میزان کی حمایت میں علمائے دیوبند ان کے شریک کھاتے ہوئے ۔ بلکہ بعض اشقیاء نے تو منافقین و خوارج و وہابیہ کے گستاخانہ اصول یعنی حضرات انبیائے کرام کی بے ادبی کو عین ایمان و اسلام قرار دیا ہے ۔ اس گستاخ فرقہ کے پیشواء تھانوی صاحب لکھتے ہیں " وہابی کے معنی بے ادب با ایمان اور بدعتی کے معنی ہیں با ادب بے ایمان " (افاضات الیومیہ ج 4 ص 170) ۔

کنزِ ہر بیکس و بے نوا پر درود — حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

پرتوِ اسمِ ذاتِ احد پر درود — مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

خلق کے دادرس سب کے فریادرس — کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں درود — مجھ سے بےبس کی قوت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ دنیٰ ہو میں گم کن انا — شرحِ متنِ ہُویّت پہ لاکھوں سلام

انتہائے دوئی ابتدائے یکی — جمعِ تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام

کثرتِ بعدِ قلّت پہ اکثر درود — عزّتِ بعدِ ذلّت پہ لاکھوں سلام

ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود — حق تعالیٰ کی منّت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

فرحتِ جانِ مومن پہ بے حد درود — غیظِ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام

سببِ ہر سبب منتہائے طلب — علتِ جملہ علت پہ لاکھوں سلام

مصدرِ مظہریت پہ اظہر درود — مظہرِ مصدریت پہ لاکھوں سلام

جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں — اُس گلِ پاک مَنبَت پہ لاکھوں سلام

قدِ بے سایہ کے سایۂ مرحمت — ظلِّ ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں — اُس سہی سروِ قامت پہ لاکھوں سلام

وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما — اُس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں — اُس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت
فاضلِ بریلوی کا نعتیہ دیوان

حدائقِ بخشش کامل

مدینہ پبلشنگ کمپنی
مشہور محل ۔ کراچی
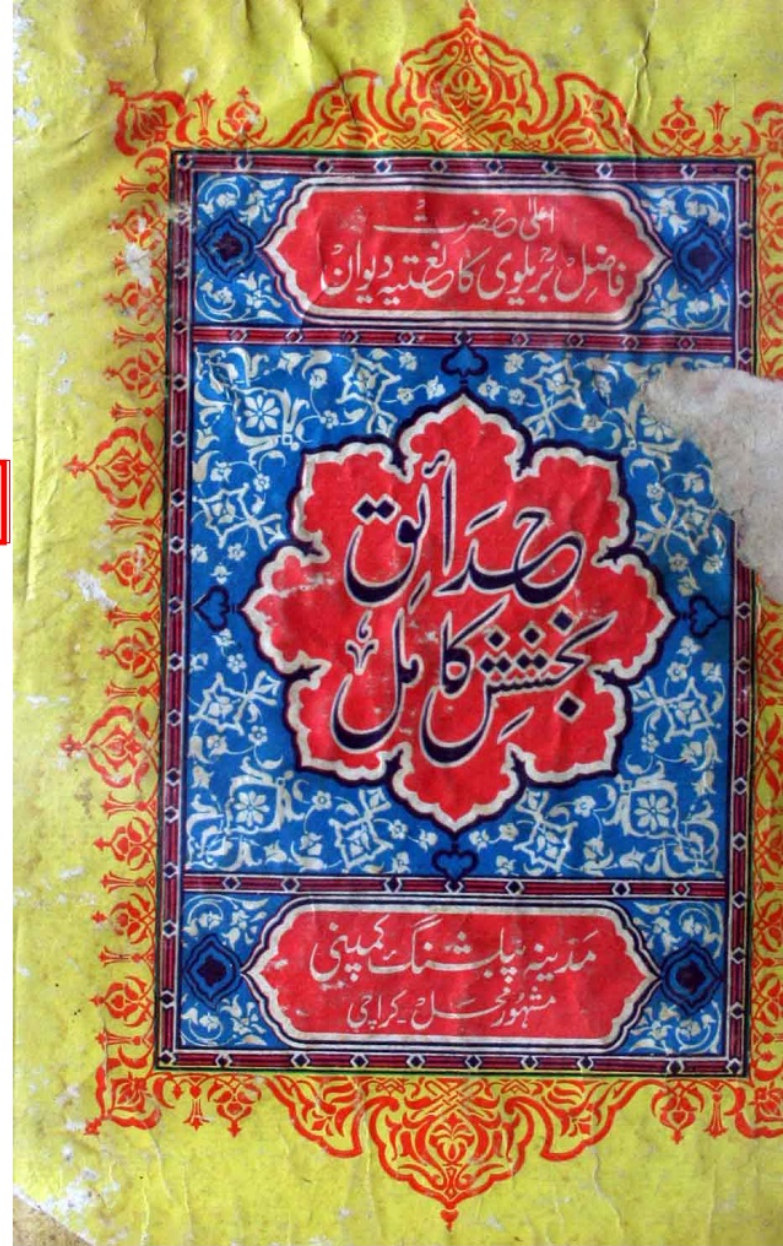
ا۔ صدقات سے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں' آفات دور ہوتی ہیں اسی لئے یہاں کچھ گناہ فرمایا۔ ۲۔ یعنی آپ ان کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں اور نہ آپ سے یہ سوال ہو گا کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے' اس سے معلوم ہوا کہ ہم سب حضور کے محتاج ہیں۔ حضور ہم سے غنی ہمارے ایمان لانے سے حضور کی شان بڑھتی نہیں۔ کافر رہنے سے آپ کی شان میں فرق نہیں آتا جیسے سورج کہ اسے کوئی نور مانے یا نہ مانے وہ روشن ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کی مشیت سے ملتی ہے صرف محبت سے نہیں ملتی کیونکہ اللہ کو ہر بندے سے ربوبیت کی محبت ہے ورنہ اس کے لئے روزی نہ اتارتا۔ ان میں نبی نہ بھیجتا' مگر اس محبت سے سب کو

وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ

فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ

مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾

گناہ گھٹیں گے ا؎ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ

انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ۲؎ ہاں اللہ راہ دیتا ہے

يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا

جسے چاہتا ہے ۳؎ اور تم جو اچھی چیز دو تو تمہارا ہی بھلا ہے ۴؎

تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ

اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لئے ۵؎ اور جو مال دو

خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ

تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیئے جاؤ گے ۶؎ ان فقیروں

الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

کے لئے ۷؎ جو راہ خدا میں روکے گئے ۸؎ زمین میں چل

ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ

نہیں سکتے ۹؎ نادان انہیں تونگر سمجھے

مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ

بچنے کے سبب تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا ۱۰؎ لوگوں سے سوال

النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

نہیں کرتے کہ گڑ گڑانا پڑے ۱۱؎ اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے

بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ

جانتا ہے وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں

ایمان و ہدایت نہ ملی' معلوم ہوا کہ محبت اور ہے اور مشیت کچھ اور ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمیشہ اللہ کی راہ میں حلال اور اعلیٰ چیز دے جیسا کہ من خیر سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ فقیر پر احسان نہ دھرے کیونکہ خیرات اپنے لئے دی ہے ۵۔ خیال رہے کہ بزرگوں کے نام پر جو خیرات کی جاتی ہے وہ خیرات تو اللہ کی رضا کے لئے ہوتی ہے ثواب اس بزرگ کو جیسے حضرت سعد نے کنواں کھدوا کر فرمایا تھا کہ یہ ام سعد کے لئے ہے لہٰذا گیارہویں شریف وغیرہ اس آیت کے خلاف نہیں ۶۔ یعنی تمہارے نیک اعمال کی جزا میں کمی نہیں کی جاوے گی پوری جزا ضرور ملے گی لہٰذا اس آیت میں زیادتی کی نفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کی نیکیوں سے کہیں زیادہ جزا دے گا فرماتا ہے مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ الخ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۷۔ واجب صدقہ فقیر کو ہی دیں گے نہ کہ امیر کو۔ نفلی صدقہ فقیر کو دینا بہتر ہے صدقہ جاریہ میں سب برابر ہیں' جیسے کنوئیں کا پانی قبرستان مسجد وغیرہ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بمقابلہ بھکاری کے اس فقیر کو دینا افضل ہے جو مانگنے سے شرمائے۔ ۸۔ اس میں غریب طلبا' علماء بھی داخل ہیں کیونکہ یہ بھی اللہ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں کما نہیں سکتے۔ ۹۔ چل نہ سکنے کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ طلب معاش کے لئے سفر میں رہیں تو دینی خدمات بند ہو جائیں اس سے معلوم ہوا کہ ایسے طلبا' علماء جنہوں نے اپنے آپ کو خدمت دینی کے لئے وقف کر دیا ہو ان کا خرچہ مسلمانوں کے ذمے ہیں جیسے اصحاب صفہ تھے کہ اگر یہ لوگ کمائی میں لگ جائیں تو دینی کام بند ہو جائیں' اس ہی لئے امامت' تعلیم علم دین پر اجرت لینا جائز ہے' حضرت عثمان کے سوا تمام خلفاء راشدین نے خلافت پر تنخواہ لی۔ حالانکہ خلافت بھی دینی خدمت ہے ۱۰۔ یعنی ان کے اترے ہوئے چہرے' پھٹے لباس' رنگ زرد ان کے فقر و فاقہ کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ چیزیں ان کے اختیار میں نہیں بے اختیار ظاہر ہوتی ہیں ۱۱۔ یہ ترجمہ نہایت ہی نفیس ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہاں سوال ہی کی نفی ہے نہ کہ گڑگڑانے کی۔ جیسا کہ اوپر والی آیت سے ظاہر ہوا۔

قاعدہ ۲۰

درباب تعظیم وتوہین عُرف وعادتِ قوم ودیار پر بڑا اعتبار ہے، عرب میں باپ اور بادشاہ سے ''کاف'' کے ساتھ (جس کا ترجمہ ''تُو'' ہے) خطاب کرتے ہیں، اور اِس ملک میں یہ لفظ کسی معظّم بلکہ ہمسر سے بھی کہنا گستاخی اور بیہودگی سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ہندی اپنے باپ یا بادشاہ خواہ کسی واجب التعظیم کو ''تُو'' کہے گا، شرعاً بھی گستاخ وبے ادب اور تعزیر وتنبیہ کا مستوجب ٹھہرے گا۔ اور جو فعل جس ملک، اور جس قوم، اور جس عصر میں تعظیم کا قرار پائے گا، اُس کا تارِک اگر اُسی قوم اور زمانہ ودِیار سے ہوگا، تارِک تعظیم، اور اُس پر طعن وانکار، بلاشک تعظیم پر طعن وانکار سمجھا جائے گا۔ ہم نے اس رسالہ کے قاعدہ ہشتم میں بدلائلِ باہرہ اور براہینِ واضحہ ثابت کیا ہے کہ عُرف وعادتِ اہلِ اسلام شرعاً معتبر ہے، اور فقہائے کرام نے صدہا مسائل میں رواج وعادت سے استِناد کیا، اور اُس کے مطابق حکم دیا ہے۔ موافقتِ قوم ودِیار اُن کی عادت میں باعثِ اُلفت ہے؛ کہ مرادِ شارع اور مطلوبِ شرع ہے، اللہ تعالی اپنے حبیب پر اِس کا اِحسان جتاتا ہے: ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾(1)۔

اور مخالفتِ مؤمنین بلا وجہِ شرعی مُوجب وحشت جس کی نسبت وعیدِ شدید فرماتا ہے: ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(2)... إلخ۔

ولہٰذا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمہ اللہ کتاب ''إحیاء العلوم'' کے ادبِ خامسِ آدابِ سماع میں قیام اور کپڑے اتارنے کی نسبت (کہ بموافقت صاحب وَجد

(1) لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیئے۔ (پ ۱۰، الأنفال: ٦٣).

(2) اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے۔ (پ ٥، النساء: ١٥٥).

الجواب: دل میں بایں معنٰی کہ نرے تصور میں بے حرکت زبان تو یوں قرآن مجید بھی پڑھ سکتا ہے اور زبان سے قرآن مجید بحالتِ جنابت جائز نہیں اگرچہ آہستہ ہو اور درود شریف پڑھ سکتا ہے مگر کلی کے بعد چاہیے اور جوابِ سلام دے سکتا ہے اور بہتر یہ کہ بعد تیمم ہو[1] کما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنویر میں ہے[2] لا یکرہ النظر الیہ (ای القران) بجنبٍ و حائض و نفساء کادعیۃ ردالمحتار میں ہے[3] نص فی الھدایۃ علی استحباب الوضوء لذکر اللہ تعالٰی اسی میں بحر سے ہے[4] وَتَرْكُ الْمستحِبِّ لا یوجب الکراھۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۳: زید اگر ایام حیض میں عورت کی ران یا شکم پر الت کو مس کر کے انزال کرے تو جائز ہے یا نہیں اور زید کو شہوت کا زور ہے اور ڈر یہ ہو کہ کہیں زنا میں نہ پھنس جاؤں۔

الجواب: پیٹ پر جائز ہے ران پر ناجائز کہ حالت حیض و نفاس میں ناف کے نیچے سے زانو تک اپنی عورت کے بدن سے تمتع نہیں کرسکتا کما فی المتون و غیر ھا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۴: تقدیر کا لکھا ہوا بدل سکتا ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ خدا کا لکھا ہوا نہیں بدلتا اور عمرو اپنا عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ بیشک تقدیر کا لکھا ہوا اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے یا حبیب ﷺ کی شفاعت سے یا اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کی مدد سے بدل دیتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ عزوجل نماز و روزہ نہ ادا کرنے سے اس کی زندگی سے برکت اٹھالیتا ہے اور روزی تنگ کر دیتا ہے جب تقدیر کا لکھا نہیں مٹتا تو پھر یہ کیوں اکثر کتابوں میں ذکر ہے۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت و عندہ ام الکتب اللہ تعالٰی مٹا دیتا ہے جو چاہے اور ثابت فرماتا ہے اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے۔ اصل کتاب لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے وہ نہیں بدلتا فرشتوں کے صحیفوں اور لوح محفوظ کے پٹھوں میں جو احکام ہیں وہ شفاعت و دعا و خدمتِ والدین وصلہ رحم سے زیادت و برکت کی

---

[1] ترجمہ جیسا رسول اللہ ﷺ نے کیا کہ ایک صاحب نے سلام کیا حضور نے تیمم فرما کر جواب دیا [2] ترجمہ جنب اور حیض و نفاس والی کو قرآن مجید آنکھ سے دیکھنا دعائیں پڑھنا مکروہ نہیں [3] ترجمہ ہدایہ میں تصریح فرمائی کہ ذکر الٰہی کیلئے وضو مستحب ہے [4] ترجمہ مستحب کے نہ کرنے سے کراہت لازم نہیں آتی ۱۲

شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ

تصنیفِ لطیف

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا
علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری مدظلہ

ناشر

ادارہ تصنیفات علامہ اویسی بہاول پور

علامہ اقبال مرحوم : مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری احراری نے کہا کہ علامہ اقبال مرحوم جب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر ہوتا یا ان سے متعلق کلام پڑھا جاتا تو چہرہ اشک بار ہو جاتا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر ہمیشہ باوضو شخص سے سنتے اور خود ان کا نام بھی باوضو ہو کر لیتے تھے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذکر پر اس طرح روتے جس طرح ایک معصوم بچہ ماں کے بغیر روتا ہے۔ [1]

بے ادب گستاخ : یہ تھے باادب رعایا و بادشاہ لیکن آج ایسے بے ادب علماء کہلوانے والے پیدا ہو گئے کہ فتویٰ صادر فرما دیا کہ بحالتِ جنابت بھی درود شریف پڑھنا جائز ہے [2] کاش تعزیراتِ اسلام کا اجراء ہوتا اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جیسے غیور۔ اسلام نافذ کرنے والے زندہ ہوتے تب میں ان مفتیوں کو دیکھتا کہ ایسے فتاویٰ صادر کرتے۔ آزادی کا دور ہے جیسے جو جی میں آئے کہہ دے۔ ورنہ وہ خداوندِ قدوس جو اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے مقامات پر بھی نام لینے کو گوارا نہیں کرتا جہاں قہر و غضب یا کسرِ شان یا مقامِ نجاست ہو مثلاً "ذبح کے وقت، چھینک اور انگڑائی کے وقت، اور حمام و پاخانہ وغیرہ وغیرہ"

لیکن یہ ہیں کہ آج کل کے مفتی از مفت کہ فتویٰ جڑ دیا کہ جنابت کے وقت درود پڑھنا جائز ہے۔ اتنا شرم بھی نہیں کہ درود شریف فی الفور بارگاہِ رسالت میں پہنچ کر فوراً ایجاب از رسول اور خدا ہوتا ہے۔ لیکن مجبور ہیں ایسے

---

[1] ہفت روزہ لولاک، فیصل آباد ص۱۵
[2] فتاویٰ ثنائیہ ص ۱۳۵۶/۱۰

بدبخت مفتی کیوں کہ عشقِ رسول سے محروم ہیں۔ کسی نے فرمایا ہے

بے عشقِ محمد جو پڑھتے ہیں بخاری
بخار آتا ہے اُن کو بخاری نہیں آتی

قرآن مجید نے ادب سکھایا : جیسا کہ ہم نے کہا کہ حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی سادے لفظوں میں لینا ممنوع ہے ایسے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا ہے کما قال اللہ تعالیٰ :

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا [1]

رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ (جیسے کہتے ہو اے زید، اے عمرو بلکہ یوں ارشاد کرو۔ یا رسول اللہ یا نبی اللہ۔ یا سید المرسلین، یا خاتم النبیین یا شفیع المذنبین۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

شانِ نزول : سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

کانوا یقولون یا محمد یا ابو القاسم فنهاهم الله عن ذلك اعظاما لنبيه صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا محمد یا ابو القاسم کہہ کر پکارتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہی فرمائی۔

---

[1] پارہ ۱۸ سورۃ النور، آخری رکوع۔

ترجمہ: اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کے زیادہ حقدار ہیں تمام دینی۔ دنیوی معاملات میں خود ان سے بھی زیادہ اور تفسیر قرطبی جلد ہفتم صفحہ نمبر ۹۱ پر ہے۔ جز نمبر ۱۴ میں بحوالہ مسلم بخاری الفرائض باب نمبر ۴ قال النبی ﷺ۔ فَاَیُّکُمْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْضِیَا عًا فَاَنَا مَوْلَاہُ۔ ترجمہ: فرمایا آقاء کائنات حضورِ اقدس ﷺ نے اے مسلمانوں تم میں سے جو شخص اپنے پر قرضہ مالی یا زمینی نقصان چھوڑے یا کسی کا نقصان کر کے فوت ہو گیا۔ یا جس میت کا کوئی تجہیز تکفین کا کوئی والی وارث نہ ہو تو میں اس کا مولیٰ ہوں ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ بحکم قرآنی آقا ﷺ کو سیدنا و مولانا کہنا اخلاقاً و تعظیماً لازم واجب ہے۔ صلوۃ ہو یا سلام ہو تخاطب ہو یا کلام عام ہو یہی ادب و تہذیب کا تقاضہ ہے۔ رہا یہ کہ حدیث مقدس نے درود ابراہیمی میں سیدنا و مولانا کے الفاظ ذکر نہ فرمائے یعنی ان احادیث سے ان لفظوں کا ثبوت نہیں تو اس کی وجہ یہ کہ الفاظِ درود شریف خود نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائے اور کوئی بھی خود اپنے لئے الفاظ احترام مقرر یا بیان نہیں کر سکتا۔ انکسارِ ذاتی کرتے ہوئے معمولی الفاظ ہی بولے جاتے ہیں۔ بادشاہ کہتا ہے میں مسکین فقیر خادم قوم ہوں کبھی کسی والد نے بھی اپنی اولاد سے یہ نہ کہا کہ مجھے ابا حضور کہا کرو۔ مگر خود خدام و اولاد پر یہ واجب ہے کہ وہ احترام کے الفاظ بولیں مگر یہ سب دلائل آپ جیسے عشاقانِ آقا ﷺ کو سمجھانے بتانے کے لئے ہیں کیونکہ وہی ان سے فائدہ اور ادب لے سکتے ہیں ان پر ہی اثر ہو سکتا ہے لیکن مردِ ناداں پر کلام نرم نازک بے اثر۔ وہابی قوم ایسی ضدی ہے کہ اگر سارا قرآن مجید پڑھ کر بھی تعظیم رسول اللہ ﷺ کا وجوب ثابت کر دیا جائے تب بھی نا مانیں۔ اگرچہ لاجواب و بدحواس ہو جائیں۔ ان کے ماننے کی دو ہی صورتیں ہیں نمبر ۱: حکومتی دباؤ نمبر ۲: یا دنیوی لالچ۔ دیکھو ان کے مذہب میں جشنِ عید میلاد النبی ﷺ منانا شرک و بدعت ہے مگر حکومت کے دباؤ میں آ کر منا رہے ہیں اور حکومتی خوشنودی و انعام کی لالچ میں خوب چراغاں کر رہے ہیں اپنا نام انعام والوں میں لکھا رہے ہیں۔ ایسے ہی ان کا مذہب ہے کہ مزارات پر چڑھاووں کی آمدنی کھانا حرام ہے مگر داتا صاحب و دیگر مزارات اوقاف کمیٹیوں میں گھسے ہوئے ہیں۔ خوب مرغ مٹھائیاں کھائی کھلائی و کمیٹی جا رہی ہیں۔ اپنے لئے نہ حرام رہا نہ شرک و بدعت خلاصہ یہ کہ آپ لوگ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بتائی ہوئی تعظیم پر عمل کئے جاؤ اور اس تعلیم و طریقۂ درود ابراہیمی پڑھنے کو اپنے چھوٹوں بڑوں میں عام کرو بلکہ پیار و محبت سے عوام وہابی دیوبندی کو بھی سمجھاؤ۔ اگر کوئی ضدی شخص ثبوت و وضاحت مانگے تو اس سے کہو کہ پہلے تم اپنے مولویوں کو علامہ فہامہ اور مولانا کہنے کا ثبوت پیش کرو میں کہتا ہوں کہ اگر آقاء کائنات حضور اقدس ﷺ کو صرف نام لے کر یا تُو تا کر کے یا بشر، انسان، بھائی، بیٹا، چچا تایا کہہ کر ہی پکارنا ہے تو تجھ میں اور ابوجہل، ابولہب اور دیگر کفار و خبثا میں فرق کیا رہے گا۔ اسطرح کی سوکھی پھیکی بدتمیزی و بداخلاقی سے تو ابوجہل بھی بات کر لیتا تھا۔ میں نے سعودی نجدی وہابی خطیبوں کے چند خطبات جمعہ سنے ہیں۔ محمد رسول اللہ کے بجائے محمد بن عبداللہ کہتے ہیں۔ یہ وہی ابوجہل کی طرز تکلم ہے۔ لیکن کوئی شریف مہذب معظم بااخلاق باادب مسلمان اپنے آقا کا نام اس طرزِ ابوجہلی سے لے سکتا ہی نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

العطایا الاحمدیہ فی فتاوی نعیمیہ

مصنفہ

مفتی دار العلوم غوثیہ نعیمیہ و شیخ الحدیث

صاحبزادہ اقتدار احمد خان نعیمی قادری بدایونی

ناشر: نعیمی کتب خانہ گجرات

مفتی احمد یار خان روڈ، گجرات۔ پاکستان۔